

# قرآنی قصے اسوہ ابراہیمی

(مدیر)

اسوہ ابراہیمی اور ملت ابراہیم سرایا عبدیت اور محبت کا سوز و ساز لے ہوئے ہے اور اس درجہ فدویت اور انیاز کیشا نہ ہے کہ اس اسوہ اور اس ملت کا مقام ہی سلام قرار پایا اور دوسروں کو بھی اس کے قبول کرنے کی دعوت دی گئی حضرت ابراہیم خلیل اللہ میں معبود برحق کی محبت اس درجہ ظاہر و باہر تھی کہ آپ کا ہر فعل ہمہ درس محبت تھا۔ اور جس کا جی چاہے کہ اپنے مولا کی جڑی حاصل کرے اور محبت جسی چیز کی حقیقت سے واقف ہو تو اس کو چاہئے کہ مقام ابراہیمی پر ہر لمحہ نگاہ رکھے کہتے ہیں کہ رب کے پہلے آپ نے اپنی والدہ سے معرفت الہی کے متعلق مکالمہ شروع کیا۔ یا امی من ربک اے میری ماں تیرا خدا کون ہے۔ جواب ملا تمہارا باپ آپ نے کہا اور میرے باپ کا رب کون ہے۔ انہوں نے کہا بادشاہ وقت اس پر آپ نے سکت کر دینے والا یہ جملہ فرمایا اور اس کا رب کون ہے؟ خموشی کے سوا اور کیا جواب ہو سکتا تھا۔ پھر پوچھا اے ماں میں خوبصورت ہوں یا میرا باپ، ماں نے کہا تم خوبصورت ہو، پھر بولے میرا باپ زیادہ خوبصورت ہے یا بادشاہ۔ ماں نے جواب دیا تمہارا باپ زیادہ خوبصورت ہے۔۔۔

حضرت ابراہیم نے کہا اگر میرا باپ میرا پروردگار ہوتا تو وہ مھکوا اپنے زیادہ حسین کیوں پیدا کرتا اور اسی طرح ہمارے باپ کا پروردگار پادشاہ ہوتا تو خود ان سے حسن میں کم کیوں ہوتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ حقیقت شناس کو درمیانی چیز میں کب روک سکتی تھیں اور بڑی سے بڑی چیز پر وہ سبکدہا کیوں ہو سکتی تھی۔ آپ کو معلوم

تھا کہ حسن کا تسبیح کہاں ہے۔ ایک مرتبہ تعلیماً فرمایا۔ فلما جن علیہ اللیل  
 را کو کباً قال ہذا ربی فلما اخل قال لا احب الا فلین  
 جب اندھیری رات آئی تو تاروں کو دیکھ کر بولے یہ میرا رب ہے جب وہ ستارہ  
 غائب ہوا تو کہا کہ میں چھپ جانے والے کو پسند نہیں کرتا۔ اس کے بعد فلما  
 را القمر یازعاً قال ہذا ربی فلما اخل قال لمن لہ  
 یدہنی ربی لا کونن من القوم المظالمین۔ جب روشن چاند  
 نظر آیا تو کہا یہ میرا رب ہے اور جب وہ بھی غائب ہو گیا تو فرمانے لگے اگر میرے  
 خدا نے ہدایت نہ کی تو بیشک میں گمراہوں میں سے ہو جاؤں گا اسی طرح حبیب صبح  
 ہوئی اور سورج پر نظر پڑی تو ارشاد ہوا فلما را الشمس بازغہ قال  
 ہذا ربی ہذا الذکر فلما اخلت قال یا قوم انی بری ءمتما  
 تشرکون۔ انی و جہت وجہی للذی فطر السموات  
 والارض حنیفاً و ما اتانا من المشرکین۔ جب آفتاب کو روشن دیکھا  
 تو کہا یہ بڑا میرا خدا ہے اور جب وہ بھی غروب ہو گیا تو بول اٹھے اے قوم  
 میں اس سے بیزار ہوں جو تم شرک کرتے ہو۔ میں نے اپنا مذہب اس کی طرف کیا جس نے  
 زمین و آسمان کو بنایا اور میں سچو ہو رہا اور میں کسی چیز کو اللہ کے ساتھ شریک  
 کرنے والا نہیں

مال اور باپ سے گفتگو ہو چکی تو قوم سے براہ راست تبلیغ توحید شروع  
 ہوئی فرماتے ہیں۔ اذ قال لا بیہ و قومہ ما اذا تعبدون ثم کسی کی  
 پرستش کرتے ہو۔ کسی نے کسی کا نام لیا اور کسی نے کسی کو بتایا اِنَّکُمْ اِلٰہٌ دُونَ  
 تَرِیدُونَ فَمَا ظَنکُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اے لوگو خدا کے سوا جھوٹے  
 معبود کیوں بناتے ہو اور تمہارا معاملہ رب العالمین خدا کے ساتھ کیا ہے۔

اس کے بعد حقیقت نامہ کا اظہار خود کر دیتے ہیں قال بل ربکم رب  
 السموات والارض الذی فطرهن وانا علی ذالک من الشہد  
 بولے تمہارا رب وہی ہے جو آسمان و زمین کا رب ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور  
 نو اسی بات کا قائل ہوں۔ اس کے بعد بتوں کی شان میں کیا خوب ارشاد ہوتا ہے  
 ما ہذہ التماثل التی انتم لہا عاکفون۔ پتلے کیا حقیقت  
 رکھتے ہیں جن کی تم پرستش کرتے ہو۔

جب زبانی تبلیغ ہو چکی اور زبانی جہاد سے کام لیا جا چکا تو باطل کے مٹانے  
 کی طرف ہاتھ بھی بڑھا۔ قوم عید منانے شہر سے باہر گئی لیکن آپ کو ان سے اور ان کی  
 دستگیوں سے کیا تعلق تھا۔ بلکہ آپ تو اس فرصت میں جو کچھ کرنا چاہتے تھے  
 وہ اور ہی تھا۔ فرمائیے میں تا اللہ لا کیدن اصنامکم بعد ان تولوا  
 مدین۔ خدا کی قسم جب تم تماشا گاہ میں جاؤ گے تو میں ان بتوں کو بوڑ  
 ڈالوں گا۔ فجعلہم حذاذاً الاکبیراً لعلہم یرجعون  
 ان بتوں کے ٹکڑے کر ڈالے صرف ایک بڑے کو چھوڑ دیا تاکہ اس معاملہ  
 سے سبق حاصل کریں قوم نے اپنے خداؤں کو واپس آکر یہ حال دیکھا اور  
 دست تارفتلنے لگے۔ قالوا من فعل ہذا یا الہتنا انہ بمن  
 الظالمین۔ بولے یہ حال ہمارے بتوں کا کس نے بنایا ہے اس نے یقیناً ہمارے  
 حال پر ظلم کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ دوئی کا مٹانے والا کون ہو سکتا تھا۔ اور سو  
 ابراہیم کے آبت شکنی دوسرا کون کر سکتا تھا۔ قالوا سمعنا فتیٰ ینذکرہم  
 یقال لہ ایساہیم کہنے لگے ہم نے ایک جوان کو بتوں کی توہین کرتے  
 ہوئے سنا ہے جس کا نام ابراہیم ہے۔ قالوا فا تو ابہ علیٰ اعین  
 الناس لعلہم یشہدوا ن سبہوں نے کہا ابراہیم کو لوگوں کے سامنے

نے آؤ تاکہ ہم حقیقت حال سے واقف ہوں۔ آپ سامنے لائے گئے تو لوگوں نے کہا اانت نعلت هذا یا ابراہیم اے ابراہیم کیا یہ فعل تھے  
 ہمارے بتوں کے ساتھ کیا ہے قال یدفعلہ کبیر ہم هذا فاسئلوہم  
 ان کا تو اینطقون آپ نے کہا مجھے کیا سوال ہے یہ تو ان کے بڑے کی طرف  
 سے ہوا ہے اگر تمہارا یہ یہ بت جو آپ دے سکیں تو انہیں سے دریافت کرو۔  
 ثم نکسوا علی رؤسہم لقللتمت ما ہوؤا یدطقون۔ بطل  
 پرست سرنگوں ہو کر بوسے نے ابراہیم تمہیں جو یہ معلوم ہے جیسا یہ پوچھتے ہیں ہوا تھا  
 کہ آپ اب پوری طور پر تبلیغ کا حق ادا فرمائیں قال افتعدون من دون  
 اللہ ما لا ینفعکم شیئاً ولا یضرکم شیئاً لکم ولما تعبدون  
 من دون اللہ افلا تعقلون تم خدا کے سوا ایسے کی پرستش کرتے ہو کہ  
 جو تمہارا کچھ بھلا برائیاں کر سکتا۔ میں تو تم سے بھی اور ان سے بھی بیزار ہوں جن  
 کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو۔ کاش تم کو عقل ہوتی۔

باطل جب سرنگوں ہو جاتا ہے اور باطل پرست جب عاجز ہوتے ہیں  
 تو وہ مقابل کے لئے اپنا آخری حربہ استعمال کرنے پر اترتے ہیں۔ اور پھر کسی  
 قسم کی رعایت اور مروت نہیں کرتے یہاں بھی اسی کی طیاری شروع ہو گئی  
 اور دقت آگیا کہ عشق اپنا خراج طلب کرے اور عاشق سے وہ مانگے جو اس کی  
 آخری شمع ہوتا کہ دنیا دیکھ لے کہ دعویٰ بغیر ثبوت کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا  
 اور معلوم ہو جائے کہ اس راہ میں صرف سچوں ہی کا قدم چمکنا ہے قالوا  
 احرقوه وانصروا انکم ان کتم فاعلین قوم نے کہا اس کو  
 جلاؤ اور اس طرح اپنے مہبودوں کی مدد کرو۔ قالوا بنوالہ بنیا نا  
 فالقوہ فی الجحیم۔ ایک بنیا تعمیر کرو پھر وہاں آگ کے انبار میں <sup>بھندو</sup>

قوم کا جو فیصلہ تھا وہی حکمران کا بھی مدعا تھا۔ آگ تیار کی گئی اور منجنيق کے ذریعہ سے حضرت خلیل اس میں ڈالے جانے کے لئے لائے گئے۔ پوری قوم نے اس نئے شرکت کی کہ ان کے خیال میں یہ ایک عبادت تھی یہاں تک کہ آذر نے بھی منجنيق کے کھینچنے میں ہاتھ لگایا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ۔ جناب باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ الہی میرا پ بھی میرا دشمن ہو گیا ہے دنیا کا قاعدہ ہے کہ مصیبت پڑے پر آدمی اپنے ماں باپ کے پاس شکایت لے جاتے ہیں اور میرے باپ کا یہ حال ہے اے میرے خدا آج میں سب سے بیکار ہوں اور تیرے سوا میرا کوئی یگانا نہیں۔

کائنات کا ہر ذرہ امام العاشقین کی مدد پر زبان حال سے تیار تھا ہوا کو اشارہ ہوتا تو یہی آگ دشمن کے گہروں پر جا بستی، پانی کی طرف نکلا اٹھتی تو آگ کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا۔ اس اشارے میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اگر آپ کا حکم ہو تو آگ کے انبار کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے حضرت خلیل علیہ السلام نے پوچھا کیا یہ جو تم کہتے ہو خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے جبریلؑ بولے نہیں فرمایا پھر مجھ کو کسی نئی مدد کا نہیں میری غرض اس سے ہے جس کا تمام عالم محتاج ہے۔

کافروں کو جو کچھ کرنا تھا کر چکے آپ کو آگ میں پھینک دیا اور اپنے خیال میں سارے جھگڑوں کو چکا دیا۔ مگر ان کو کیا معلوم تھا کہ عشق الہی کی آگ ایک ہی مرتبہ جلا سکتی ہے، اور یہ آگ جس کو ایک مرتبہ جلاتی ہے اس کو کوئی آگ کبھی نہیں جلا سکتی۔ بلکہ برعکس اس کے ساری آگ اس کے سامنے سرد پڑ جاتی ہے جس کی محبت کی آگ میں حضرت خلیل علیہ السلام جل ہے تھے اب اس کے نگاہ لطف کی ضرورت تھی۔ یونہی ہیچ میں کسی کا پردہ باقی نہیں رہا تھا اور اس محبت الہی کی آگ نے سارے ماسوا کو جلا کر میت و نابود کر دیا تھا۔ محبوب حقیقی کی زبان سے ارشاد ہوا

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَيَّ اِبْرَاهِيمَ - جس نے آگ میں جلانے کی خاصیت دی ہے آگ کو ٹھنڈک اور آرام بخانے کا حکم دیا پھر اس میں دیر کیا ہو سکتی تھی - اور اگر اسوں کی مٹھی بول دل موہ لیتی ہے اور مردوں کے لئے مسخا بن جاتی ہے اور سنگدل کو موم دل بنا دیتی ہے تو تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آتا اور تم کو کیا ہو گیا ہے کہ شاید حقیقی، اور مطلوب مطلق کی حد سے سردی نے آگ کو گل و گلزار نہ بنا دیا ہو گا - وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكُمْ اِلَّا هُوَ - بہر حال واذا اراد به كيدا فجددنا فجددنا لا خسرون - کافروں نے ابراہیم کا برا چاہا لیکن ہم نے انہیں کو نقصان میں ڈالا -

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے واحد کی طرف سے تنہا اپنی پوری قوم کا خوب مقابلہ کیا اور طرح طرح سے ان کو لاجواب کیا - یہاں تک کہ حکمران تو کو بھی نیچا دکھایا فبہت الذی کفر - کافر مہبوت ہو ہوئے - اور آپ کے پیغمبرانہ مناظرہ کی تاب نہ لائے مگر ایمان نہ لائے -

**ابراہیم بھرت** یہ سنت الہی ہے کہ جب عشق و محبت کا ورس لینے والا کوئی نہ ہو اور کسی قوم و ملک کے لوگ اپنے کان ادھر سے بند کر لیں تو وہ عشق بیان کرنے کے لئے ہجرت اختیار کی جاتی ہے حضرت ابراہیم بھی سب کو چھوڑ سکتے تھے لیکن خدا اور اس کی محبت کے راگ کو نہیں چھوڑ سکتے تھے خویش و اقربا جو مذہب عشق کی رو سے خویش و اقربا باقی نہیں رہے تھے وطن جو عشق کی گھرانی میں لاشے محض ہے ان سب سے منہ موڑ کر حجاز کی سرزمین میں پہنچے کیونکہ یہیں اس بادگار کو قلم ہونا تھا - جو دنیا کے لئے قبلہ کا رتبہ رکھتی تھی اور جہاں ہر سال کا دنیا کے لوگ آکر اپنا نام محبت کرنے والوں کے دفتر میں لکھواتے اور جہاں کے

مذاً عشقِ ارکانِ ایمان و عبادت قرار پاتے۔ اس کا نام حج قرار پایا، اور جس طرح  
 آگ ہر چیز کو جلا کر پاک کر دیتی ہے اس کی ادائیگی بھی حاجی کو گناہوں سے پاک  
 کر دیتی ہے ایسی قربانی کا سبق دیا جاتا کہ جس بڑی قربانی کوئی اور نہیں دیکھتی  
 اور جو قیامت تک کے لئے پیادگا ر قرار پاتی۔ پڑ ہو۔ محبت کی عمارت تعمیر کرتے  
 وقت عشق کے معماروں کی زبان سے اور ہوا و اذیرفع ابراہیم القواعد  
 من البیت و اسمعيل بنوا قبلنا انك انت السميع العليم۔ ربنا و ابیت  
 فیہم رسولا منهم بنوا علیہم ایتیک و یعلمہم ان کتاب و الحکمہ  
 وہ رسول کیا ہیں اسی امت ابراہیم کا کامل درس دینے والے اور وہ کتاب قرآن،  
 کیا ہے محبت الہی کا سبق دینے والی۔ اور پھر پڑ ہو اس بڑی قربانی کے بارے  
 میں خال یا بنی انی اری فی المتامراتی اذ بحتک فانظر ما ذا  
 تری۔ اور بیٹے کا جواب بھی سنو اور اسی طرح کے باپ بنو اور اسی طرح کے بیٹے  
 پیدا کرو۔

حضرت اسمعیل علیہ السلام نے فرمایا یا ایت افعل ما تو مرستجد  
 انشاء اللہ من الصبرین۔ ادھر سے حکم تھا، سلم ادھر سے جواب دیا  
 جا چکا تھا۔ اسلمت بر رب العالمین پھر فلما اسلم وتلدہ للجبین  
 تک اگر عشق و محبت کی آزمائش ختم ہو گئی۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر  
 واللہ الحمد